39

ہمیں دنیا کی تربیت کے لئے تیار ہونا چاہیئے

(فرمودہ ۲۷ر جنوری ۱۹۲۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین میں عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ یعنی انبیاء نے یوں آئندہ زمانہ کے متعلق خبریں دی ہیں۔ اور مسیح موعود جو آدم ثانی ہے اپنی ذات سے ادھر اشارہ کر رہا ہے کہ اس زمانہ میں عظیم الشان تغیرات ہوں گے۔ مگر ان پیشگوئیوں کے علاوہ زمنی تغیرات بتاتے ہیں کہ یہ تغیر ہونے والا ہے۔ کیونکہ جب تک ایک بات پیشگوئی کی حد تک رہے تو وہ بات تعبیر طلب ہوتی ہے۔ اور خیال ہوتا ہے ممکن ہے یوں ہو یا یوں۔ مگر جب واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ نتیجہ ہے۔ تو اس وقت دنیا میں عظیم تغیرات ہو رہے ہیں۔ جن میں سے کچھ تو انسانی ہاتھوں سے اور کچھ آسمانی تدابیر سے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسی حرکت دی گئی ہے کہ دنیا اپنے رستہ سے سے ہٹ گئی ہے۔ یہی نہیں کہ مصائب ہیں۔ ایک قسم کی بیماریاں ہیں۔ لڑائیاں ہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نئی نئی قسم کی بیماریاں ہیں جو پیدا ہو رہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی تمام علمی ترقی کے باوجود خدا کی گرفت سے باہر نہیں۔ انسان نے سمجھا تھا کہ ہم خدا کی گرفت سے نکل گئے۔ ڈاکٹر ہنسا کرتے تھے کہ ہم نے سب بیماریوں کا علاج نکال لیا ہے۔ مگر اب جو بیماریاں آتی ہیں وہ ان کے قابو میں نہیں ہیں۔ اور ان کا علاج ان کو معلوم نہیں۔ یہی انفلوئنزا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کی کئی روئیں چل چکی ہیں۔ لیکن اس کی اب جو شکلیں نکلی ہیں۔ وہ بالکل نئی ہیں مثلاً اب جو مرض یورپ میں پھیلا ہے۔ اس سے دماغ میں خلل آتا ہے اور انسان سوتے ہی سوتے مرجاتا ہے۔ تمام مرض کی کیفیات بے ہوشی میں ہوتی ہیں۔ اس کی نسبت ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کا علاج معلوم نہیں۔

معلوم ہوا کہ جس طرح انسان ایجاد کرتا ہے۔ قانون قدرت بھی ایجاد کرتا ہے۔ اگر ایک

طرف ہی ایجاد ہو تو کام ختم ہو جاتا ہے۔ مگر جب مقابلہ میں بھی ایجاد کا کام جاری ہو تو کام ختم نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص گالی دے اگر وہ خاموش ہو رہے تو بات ختم ہو گئی۔ مگر جب دوسری طرف سے اس کا جواب دیا جائے۔ تو معاملہ بڑھ جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب تک انسانی تدابیر کے آگے نئی تدابیر کام کرتی نظر نہ آتی تھیں۔ اس وقت خیال ہو سکتا تھا کہ شاید انسان غالب آجائے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ انسانی ایجادات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ایجادات کا سلسلہ جاری ہے تو یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ انسان قدرت پر غالب آجائے گا۔ جہاں انسان کی ایجادات جاری ہیں اس کے مقابلہ میں قدرت کی طرف سے ہلاکت آفریں امراض پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

پہلے زمانہ کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی دوائی ایجاد ہوتی تھی۔ تو دوسرے ملک میں سالہا سال میں پہنچتی تھی۔ کیونکہ علم کے پھیلانے کے سامان نہ تھے اس لئے بہت سے علوم مرجاتے تھے یا آہستہ آہستہ پھیلتے تھے۔ ایک بات دریافت ہو کر صدیوں میں دوسرے علاقہ میں پہنچتی تھی اور اتنے میں پہلا علاقہ علم میں اور ترقی کر جاتا تھا۔ اور پہلا علم غلط قرار پاتا تھا۔ مگر اب علم کے پھیلانے کے سامان بھی عجیب عجیب نکل آئے ہیں۔ ریل ہے۔ ڈاک ہے۔ دخانی جہاز ہیں۔ تار ہے۔ پھر بے تار کا آلہ خبر رسانی ہے اور ان ذرائع سے کوئی کسی علم کی بات ہو۔ سارے جہان میں پھیل سکتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی بیماریاں اور تباہیاں بھی اس سرعت سے اپنا کام کرنے لگی ہیں پہلے بیماریاں بھی کسی ایک علاقہ میں پیدا ہو کر مرجاتی تھیں۔ یا قریب قریب کے علاقہ میں پھیل جاتی تھیں۔ مگر اب یہ حال ہے کہ ڈاک کے ذریعہ جہاں اخبار یا کتابیں دوسرے علاقہ میں جاتی ہیں۔ بیماری کے جرمز بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اور آناً "فاناً" بیماری پھیل جاتی ہے۔ مثلاً ہیضہ ڈیڑھ صد سال سے یورپ میں پھیلا ہے۔ پہلے نہ تھا۔ اسی طرح آتشک وغیرہ بیماریاں ٹھنڈے ملکوں یعنی یورپ میں تھیں جب آپس میں ملاپ بڑھا تو اب یہاں بھی پھیل گئیں اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ دنیاوی علوم کی ترقی کے ساتھ ہلاکت بھی پھیلتی ہے۔ یہ تو قانون میں تغیر ہے۔ انسانی خیالات میں بھی تغیر آیا ہے۔ آج سے پہلے جو تغیر شدہ باتیں تھیں ان کو اب بیوقوفی کی باتیں سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً اب کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی زبردستی کسی ملک کو فتح کرے تو مفتوحہ علاقہ اس کا حق نہیں۔ پہلے یہ خیال تھا کہ اگر مفتوحہ علاقہ فاتح کا حق نہیں تو اور کس کا ہے۔ لیکن اب کہا جاتا ہے کہ ہر ایک ملک والوں کا حق ہے کہ وہ اس میں حکومت کریں۔ یا تو قبضہ کرنا جائز سمجھا جاتا تھا یا اب اس کو ناجائز کہا جاتا ہے اور اس کو جہالت کی بات کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں جن کے متعلق خیالات میں تغیر آگیا ہے۔ خیالات کے تغیر سے حکومتوں کا طرز بدل گیا ہے۔ لوگوں کی عام حالت میں فرق آگیا ہے۔ پہلے کون کہہ سکتا تھا کہ ماں باپ پر اولاد کا کوئی حق نہیں۔ مگر اب کم از کم ایک علاقہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔

جو کہتے ہیں کہ اولاد کو ہم کیوں پرورش کریں۔ وہ حکومت کے کام آتے ہیں۔ حکومت ان کی پرورش کرے لیکن ابھی جہاں یہ خیال نہیں پھیلا وہاں اگر ایسے کہا جائے۔ تو اسے جاہلانہ بات سمجھیں گے۔

انسانی خیالات کے تغیرات نے دنیا کا نقشہ بدل دیا ہے۔ تمام تغیرات اس بات کی علامت ہیں کہ کوئی بہت بڑا تغیر ہونے والا ہے۔ اور کوئی عظیم الشان بارش ہوئی ہے جس کی وجہ سے تمام طاقتیں ابھر آتی ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو ہر قسم کی بوٹیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ قسم قسم کے درخت نکل آتے ہیں اور ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بارش کا اثر ہے۔ اسی طرح زمانہ کے تغیرات جو ہو رہے ہیں یہ اس کی علامت ہیں کہ کوئی بڑی بارش خدا کی طرف سے ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں ہوشیار آدمی کا کام ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ میں اس بارش سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں یا نہیں یہ میرے لئے مفید ہے یا نہیں؟ اگر وہ مفید سمجھتا ہے تو پانی کو کھیت میں جمع کر لیتا ہے اگر مضر تو منڈیر توڑ کر نکال دیتا ہے۔ ہم کیوں کر اس آسمانی بارش کے وقت اس تغیرات کے زمانہ میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ ہم نے خدا کے مامور کو مانا ہے اس لئے یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے لئے ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ خدا نے مسیح اور اس کے سلسلہ کی ترقی کے لئے کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا پہلے اپنے مامور کو بھیجے اور اس کے ذریعہ ایک سلسلہ قائم کرے اور پھر اس کو خود ہی تباہ کر دے اور مٹا دے خواہ دنیا سوشلزم کی طرف چلی جائے کہ بچے سرکار پالا کرے۔ خواہ تمام دنیا میں ایک حکومت ہو جائے خواہ حکومتوں کو توڑ کر ہر ایک شخص کو بالکل آزاد کر دیا جائے۔ یہ سب درمیانی تغیرات ہیں اور مسیح موعود کی جماعت کے لئے مفید ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ یہ تغیرات مسیح موعود کی جماعت کی ہلاکت کے واسطے ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہو اور اس کا سلسلہ مٹا دیا جائے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی کو اپنے باغ سے پھل لانے کے لئے بھیجے تو کبھی اس کے پھاڑ ڈالنے کے لئے کتے نہیں بھیجا کرتا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ تمام تغیرات سلسلہ احمدیہ کے لئے مضر نہیں خواہ بظاہر مضر ہی نظر آئیں۔ انجام اچھا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ماں باپ بچے کو آگ میں نہیں ڈالتے مگر کبھی کبھی سبق دینے کے لئے اس کی انگلی آگ کو لگا دیتے ہیں کہ اس سے آئندہ بچا رہے۔ اسی طرح جو تغیرات اسلام اور سلسلہ کے لئے مضر نظر آتے ہیں۔ یہ اس لئے ہیں کہ دنیا کو تمام طرفوں سے تھکا کر خدا تعالیٰ اسلام کی طرف لائے اور دنیا دیکھ لے کہ اس نے جو رستے اپنی نجات کے بتائے تھے وہ دراصل ہلاکت کی طرف جاتے تھے۔ اگر ان تغیرات کے بغیر اسلام کو مانتے تو ممکن ہے ان کے دل میں شک رہتا۔ کہ شاید نجات اور بھلائی کی راہ اور ہو مگر اب تجربہ سے معلوم کریں گے کہ نجات کی راہ اس کے سوا اور نہیں۔ پس دنیا آئے گی اور یقیناً سب طرف سے تھک کر

ادھر آئے گی۔

مگر اب سوال یہ ہے کہ کروڑوں لوگ جو ادھر متوجہ ہو رہے ہیں اور وہ ادھر آئیں گے۔ کیونکہ عذابوں کے سلسلہ سے اپنی تمام ترقیات کے باوجود ہلاکت کو اپنے سامنے دیکھیں گے۔ اور ادھر آئیں گے۔ کیا ہمارے پاس ان کروڑوں کے لئے سامان تیار ہے؟ ہم نے ان کے ٹھہرنے کی جگہ تیار کی ہے؟ ہم نے ان کی تعلیم کا بندوبست کرلیا ہے؟ ہماری تمام کوششوں کا نتیجہ چند آدمی ہیں جو تعلیم دے سکیں -

- اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ لوگوں نے یہ بوجھ چند لوگوں کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ صحابہ میں سے ہر ایک شخص معلم تھا۔ اسی طرح ضرورت ہے ہر ایک احمدی معلم ہو۔ دیکھو صحابہ گھاس کاٹتے تھے۔ لکڑیاں چیرتے تھے۔ باوجود اس کے وہ دین کے عالم تھے۔ اسی طرح گو خاص خاص فنون میں چند عالم ہوں۔ مگر دینی احکام اور اصول اور دلائل ہر ایک احمدی جانتا ہو۔ جب کوئی سیکھنے والا آئے تو جو احمدی سامنے ہو کہہ دیا جائے کہ اس سے سیکھ لو۔ ان تغیرات کی طرف توجہ کرو۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ابھی دنیا ادھر نہیں آئے گی۔ اگر عقلوں پر فیصلہ ہو تو دنیا ہزاروں سالوں میں بھی ادھر نہ آئے گی۔ مگر جب خدا تغیرات کر رہا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس سرعت سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ شاید کل ہی ہو جائے۔

اس لئے آپ کو چاہیئے کہ ہر ایک احمدی دین کی واقفیت رکھتا ہو۔ کم از کم دین کی صداقت کے دلائل اور فرائض سے آگاہ ہو۔ صرف (۱) اخلاص اور (۲) توجہ (۳) اور تھوڑی سی کوشش کی ضرورت ہے۔ دیکھو ہمارے حافظ روشن علی صاحب نے تمام علوم سن سن کر پڑھے ہیں کیونکہ ان کی آنکھیں کمزور ہیں۔ اسی طرح حافظ ابراہیم صاحب ان کو حضرت صاحب کی کتابیں یاد ہیں انہوں نے الف بے نہیں پڑھی۔ مگر انہوں نے سن سن کر دین پڑھا۔ اور یاد کیا ہے۔ اس لئے پڑھنے ہی کی ضرورت نہیں۔ صرف توجہ 'کوشش اور اخلاص سے یہ باتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے اتنی واقفیت بھی نہیں رکھتے۔ دیکھو تغیرات کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

میں کل ایک خوش خبری سنا چکا ہوں۔ وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب شہید ہوئے تھے۔ وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہیئے۔ بلخ میں تین احمدی قید تھے گورنر سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ یہ احمدی ہیں۔ حکم کیا کہ فوراً چھوڑ دو کسی احمدی کو مذہبی معاملہ میں قید نہیں کیا جا سکتا۔ دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لئے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑ جاتا۔ مگر اب دیکھو کتنا تغیر آگیا۔ وہاں

کے بادشاہ نے کہہ دیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔

(الفضل ۲۷ر فروری ۱۹۲۲ء)